موجودہ صورت حالات میں اہل حدیث مکتب فکر سیاسی طور پر جس قدر لاوارث نظر آرہا ہے شائد ہی کوئی دوسری جماعت اس قسم کی صورت حال سے دو چار ہو۔ اہل حدیث اتحاد کونسل وجود میں آئی تو بعض حضرات نے امیدیں لگانا شروع کر دیں کہ اب ہمارے قائدین اپنا سیاسی وجود منوانے میں کامیاب ہو جائیں گے مگر یہ ایک وہم اور خام خیالی کے سوا کچھ نہ تھا۔ نام نہاد قیادت پھر اسی کے چرنوں میں جا کر پناہ گزیں ہو گئی جہاں سے وہ بارہا راندہ درگاہ ہو چکی تھی۔ ہمارے لئے یہ بات کسی المیہ سے کم نہیں کہ ہم جس پتھر سے ٹھوکر کھاتے ہیں اسی کو اٹھا کر چومنا شروع کر دیتے ہیں۔ جس صحرا کا سراب ہونا ثابت ہو چکا ہے ہم اسی کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ میاں نواز شریف نے ہر موقعہ پر اپنے دربار پہ سجدہ ریز ہونے والے نام نہاد اہل حدیث قائدین کو سرخ جھنڈی دکھائی مگر یہ ہر دفعہ اس کے جھانسے میں آکر ذلت و رسوائی کا "جھومر" اپنے ماتھے کی زینت بناتے رہے اور اہل حدیث عوام کو شدید مایوس کرتے رہے۔ اگر یہ لوگ اپنی سہل انگاری اور کوتاہ بینی کی بدولت اہل حدیث حضرات کے حقوق کا تحفظ نہیں کر سکتے تو خدارا اپنی انا کو ترک کریں اور یہ میدان کسی اور کے لئے خالی کر دیں۔ بار بار ناکامی کے باوجود یہ جس انداز سے اپنے عہدوں سے چمٹے ہوئے ہیں اس سے ان کی جاہ پرستی کی نہایت بھیانک تصویر لوگوں کے سامنے آئی ہے۔ ان میں سے ہر شخص بڑھ بڑھ کر اپنے لئے انتخابی نشست کی بھیک مانگ رہا تھا مگر ان کے کشکول گدائی میں صرف ایک ہی سکہ ڈالا گیا اور یہ اپنی نااہلی کی بدولت اسی پر شاداں و فرحاں واپس چلے آئے۔ جہاں تک فیصل آباد کی نشست کا تعلق ہے تو وہ صاحب تو پہلے ہی مسلم لیگی ہیں اور ان کا کسی بھی اہل حدیث گروہ سے تنظیمی تعلق نہیں۔

اہل حدیث اتحاد کونسل کے قیام کے بعد انہیں چاہئے تھا کہ یہ موچی دروازہ یا مینار پاکستان پہ عظیم الشان ریلی کا اہتمام کرتے۔ اہل حدیث حضرات اس میں بھرپور شرکت کرتے۔ ان کی عددی قوت کا سب کو اندازہ ہوتا اور وہ خود کو ان کے محتاج محسوس کرتے۔ ہر چھوٹی بڑی جماعت سے سیاسی جماعتوں نے خود رابطہ کیا مگر ان حضرات کی پست ہمتی کا یہ عالم تھا کہ یہ خود ہی کشکول گدائی لئے پہلے سے آزمودہ دربار کی خاک چھاننے کے لئے پہنچ گئے۔ اس سے اہل حدیث مکتب فکر کی ہیبت اور ان کے وقار کو سخت دھچکا لگا ہے اور سب سے بڑھ کر المناک بات تو یہ ہے کہ ان حضرات کو زیاں کا احساس ہی نہیں اور شائد اس خفت کو بھی یہ اپنی کامیابی بنا کر پیش کریں۔ ماسوائے ایک ہفت روزہ کے ان کا وجود کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ ان سے بہتر تو مولانا سمیع الحق ہی نکلے جنھوں نے بیان دیا تھا کہ اگر مسلم لیگ کا کوئی گروپ ہماری ضرورت محسوس کرتا ہے تو وہ اکوڑہ خٹک آکر بات کرے۔ ہم کسی کے در پر حاضری نہیں دیں گے۔ لیکن اہل حدیث کی اس قیادت کو یا تو اپنی قوت کا احساس نہیں اور یا اپنی نااہلی کے باعث اپنی قوت منوا نہیں سکتے۔

اسی طرح ہمیں حیرت ہے ان دیگر عناصر پر جو ابھی تک نواز شریف کی قصیدہ خوانی میں مصروف

ہیں۔

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب ہماری جماعت کے نامور مفکر و محقق ہیں مگر انہوں نے میاں نواز شریف کے حق میں جس انداز سے مدح سرائی کی ہے وہ ان کی شخصیت سے میل نہیں کھاتی۔ ان کی شخصیت اس قسم کی قصیدہ خوانی سے بالاتر ہے۔ اور شائد نواز لیگ کا منشور شائع ہونے کے بعد محترم حافظ صاحب بھی اپنے رشحات قلم سے رجوع کر لیں۔ نواز لیگ نے اپنے منشور میں زور دیکر کہا کہ "بالادستی پارلیمنٹ کی ہو گی" قران و سنت کو سپریم لاء قرار دینے والوں کو ایسے منشور کی حامل جماعت کی ترجمانی زیب نہیں دیتی۔

نواز شریف کی ترجمانی کرنے والوں پر یہ مشہور ضرب المثل صادق آتی ہے۔ "مدعی ست گواہ چست" وہ خود تو مذہب کو نظر انداز کرنے اور خود کو لبرل اور سیکولر ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے اور بی بی سی وغیرہ کے سامنے اپنے اس موقف کا دو ٹوک بارہا اعادہ کر چکا ہے مگر اس کے ترجمان حضرات اسے اسلام کا چیمپئن بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ بے نظیر کی مخالفت ان حضرات کی نظروں میں کسی کو ہیرو بنانے کے لئے ضروری ہے تو اس وقت ان کے ہیرو کی بصیرت اور نظریاتی سیاست کہاں گئی تھی جب یہ بے نظیر سے خفیہ ملاقاتیں کر رہا تھا' اسے حب الوطنی کا سرٹیفکیٹ دے رہا تھا اور اس کی منت و سماجت کر رہا تھا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ بے نظیر اسے ٹریپ کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ کیا ان حضرات کی نظروں سے یہ بات اوجھل ہے کہ نواز شریف نے بے نظیر سے لندن میں خفیہ ملاقات کی اور امریکی سفیر مونجو کے جھانسے میں آکر غلام اسحاق کے خلاف بے نظیر کی ہر قسم کی حمایت حاصل کرنے میں سرگرداں رہا۔ اگر اس وقت بے نظیر ملک کی خیر خواہ تھی تو اب کیسے ملک دشمن بن گئی اور اگر اب ملک دشمن ہے تو اس وقت ملک کی خیر خواہ کیسے بن گئی تھی۔ کیا محترم حافظ صاحب کو مسلم لیگ نواز گروپ کا منشور نظر نہیں آرہا؟ کیا اس کے بعد بھی اس کے سیکولر ہونے میں کوئی فرق باقی رہ جاتا ہے؟ نواز شریف چھوٹی نہیں بڑی برائی ہے اس لئے کہ اگر بے نظیر نے اسلام کے لئے کچھ نہیں کیا تو اس سے کسی کو شکوہ کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ اس نے اسلام کو اپنا سیاسی نعرہ کبھی بنایا ہی نہیں اور نہ ہی مذہبی عناصر اور علمائے کرام نے اس کا ساتھ دیا بلکہ ہر موقعہ پر اس کی شدید مزاحمت و مخالفت کی۔ یہ شکوہ اگر کیا جا سکتا ہے تو صرف میاں نواز شریف سے۔ علمائے کرام اسے اپنے کندھوں پر بٹھا کر اقتدار میں لائے اور اس نے انہیں ہی ٹھینگا دکھایا اور ان کی تذلیل کرنے کے لئے اپنے حواریوں کی حوصلہ افزائی کی۔ تو کیا یہ درست نہیں کہ ہم جس پتھر سے ٹھوکر کھاتے ہیں اسی کو اٹھا کر چومتے ہیں۔

اس موقعہ پر مرکز الدعوۃ والوں کے متضاد کردار نے بھی انہیں بے نقاب کر دیا ہے۔ ایک طرف تو وہ انتخابی عمل اور جمہوریت کو کفر قرار دیتے ہیں دوسری طرف الدعوۃ کے اداریے میں وہ نواز شریف کے لئے خیرات مانگتے نظر آتے ہیں۔ اگر سرے سے نظام ہی کفر ہے تو اس کے پرزے بننے

سے آپ کو کیوں دلچسپی ہے؟ ہر ایک یہی خیال کر رہا تھا کہ اس موقعہ پر الدعوۃ والے شائد اپنے نظریات کے مطابق کوئی موقف اختیار کریں مگر انہوں نے بھی خود ہی اپنی "قلعی" کھول دی ہے اور "خلافت و امارت" کا بھانڈہ چوراہے میں پھوڑ دیا ہے۔ اچھا ہوا وہ بھی پہچانے گئے۔

ضیاء اللہ شاہ بخاری نامی ایک شخص نے اپنے رسالے "البدر" میں مضمون تو حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کا چھاپا ہے مگر نیچے نام اپنا لکھ دیا ہے۔ علمی سرقے اور صحافتی بددیانتی کی اس قسم کی مثالوں کی حوصلہ شکنی ضروری ہے۔

بقیہ مضمون محسن انسانیت

کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے..... سانسوں میں بے ترتیبی جھلکنے لگتی ہے..... پھر فرما اٹھتے ہیں..... **اللھم الرفیق الاعلی**..... ساتھ ہی آسمان کی طرف اٹھا ہوا ہاتھ لٹک جاتا ہے اور پتلی اوپر کو اٹھ جاتی ہے.....

انا للہ وانا الیہ راجعون

افان مت فھم الخالدون

بقیہ مضمون ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور وہابی مجاہدین

"وہابی جماعت" کی مرہون منت ہے میں اہل حدیث کا اس لحاظ سے معترف ہوں۔ اور مجھے حیرت ہوتی ہے کہ اس قسم کے گوہر یک دانہ بھی مسلمانوں میں موجود رہے ہیں جنہوں نے دین کو صحیح کہا لیکن خود رسوا ہوگئے۔ جنہوں نے اسلام کو بالا کیا لیکن خود غضب کا شکار ہوگئے۔ جنہوں نے غیر ملکی استعمار کا ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن اپنوں کے ہاتھوں اور پرایوں کے خنجروں سے گھائل ہوتے رہے (ہفت روزہ چٹان ۱۳ نومبر ۱۹۶۷ء)

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

بقیہ مضمون اسلام اور پسند کی شادی

ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں نکاح کس قدر آسان ہے۔ اور اس میں مشکلات ہماری پیدا کردہ ہیں۔ نکاح میں آسانی کی راہ اختیار کرنے والوں کی تذلیل کرنا اسلام کے سراسر خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو عمل کی توفیق دے آمین